کورس: تدریس مطالعہ پاکستان (6495) سمسٹر: خزاں، 2021ء

امتحانی مشق نمبر 2

(یونٹ 5 تا 9)

سوال 1- قلم کو مطالعہ پاکستان میں ٹیلی ویژن پر سبقت حاصل ہے۔ کیوں واضح کریں۔ (20)

سوال 2- مطالعہ پاکستان کی تدریس کو موثر بنانے کے لیے نصابی سرگرمیاں بیان کریں۔ (20)

سوال 3- معروضی امتحان کی کتنی اقسام ہیں؟ ہر ایک کی وضاحت کریں۔ (20)

سوال 4- مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں (20)

(1) مستند درسی کتاب

(2) وسائل کا استعمال

سوال 5- مطالعہ پاکستان کے استاد کے لیے وسائل کی فراہمی پر بحث کریں۔ (20)

Downloaded From Tajassus.com

ANS 01

انفرادی طور پر پڑھنا سب سے ضروری ہے-کلاس روم میں لیے گئے نوٹس پر گھر پر بھی اسی دن ضرور نگاہ ڈالی جائے ورنہ ذہن سے حذف ہو جاتے ہیں۔ غیر ضروری یا غیر نصابی مواد پر بہت زیادہ وقت ہرگز ضائع نہ کریں۔ کسی ایک ٹاپک کو مکمل کر لینے کے بعد ہی دوسرا ٹاپک شروع کریں-ساتھ ساتھ اپنا امتحان بھی لیتے رہیے یا کسی سینئر سے سوالنامہ بنوائیے اور اسے ایمانداری اور دل جمعی کے ساتھ پابندی وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے حل کرنے کی کوشش کریں-اس سے آپ کو اپنی خامیوں کا اندازہ ہوگا۔ ہر ٹاپک کے اہم نکات بار بار لکھ کر ذہن نشین کرنے کی کوشش کریں۔ مثال کے طور پر آپ نے ایک صفحہ پڑھا۔ اب کتاب بند کرکے جو کچھ آپ نے پڑھا تھا، اس کے اہم نکات لکھنے کی کوشش کریں۔ پھر کتاب کھول کر اس صفحے کا اپنے لکھے ہوئے نکات کے ساتھ موازنہ کریں۔ یہی طریقہ پھر دہرائیے تاکہ تمام نکات درست اور مکمل ہوجائیں۔ مطالعہ کے چار بنیادی اصول-1- نصاب کے متن کے چند صفحات سے زیادہ نہ پڑھیے اور اس کا لب لباب یا خلاصہ اسی وقت لکھ ڈالیے۔ مطالعہ کے لیے یہ ایک ہمہ گیر اور مؤثر اصول ہے۔ اگر ضروری ہو تو ایک بار پھر اس مواد کو پڑھ لیا جائے۔ ایک ٹاپک مکمل کرنے کے بعد اہم نکات کا جدول (ٹیبل)بنائیے یا انھیں ترتیب وار لکھ لیجئے-ان نکات کو بار بار لکھ کر ذہن نشین کرنے کی کوشش کریں۔ کوئی بھی ٹاپک یاد رکھنے کے لیے یہ ایک بہترین طریقہ ہے-صرف رٹا لگانا وقت کا ضیاع ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ رٹا ہوا مواد اکثر بھول جاتا ہے۔ آپ کے نوٹس صاف ستھرے لکھے ہوئے ہونے چاہیئں اور اس جگہ پڑے ہوں جہاں سے آسانی کے ساتھ مل جائیں-2- اضافی مطالعہ اسی وقت کیا جانا چاہیئے جب پچھلا مطالعہ خوب ذہن نشین ہو گیا ہو۔ یہ اضافی مطالعہ انفراد ی طور پر بھی کیا جا سکتا ہے اور اجتماعی طور پر یعنی کمبائن یا گروپ اسٹڈی بھی کی جا سکتی ہے-اس کے علاوہ مختلف

کتب، رسائل ، اخبارات ، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ذریعے سے بھی اضافی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ اس اصول پر عمل کرنے سے آپ کے اندر مطالعہ کا شوق بھی بڑھ جائے گا۔ "رٹنے" کو بُرا اور حقیر نہ جانیے لیکن اس پر مکمل بھروسہ ہرگز نہ کریں۔ تھوڑا لیکن اچھا مطالعہ، روز کا روز پڑھنا اور ٹاپک کو سمجھ کر ذہن نشین کرنا رَٹنے سے بہتر ہے۔ کسی بات کو سوچے سمجھے بغیر اندھا دھند رَٹ لینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ پہلے اُسے اچھی طرح سمجھیں۔ جب آپ اسے اچھی طرح سمجھ لیں گے تو آپ کو وہ بات یاد رکھنے میں آسانی ہوگی۔ اسی طرح فارمولوں ، تاریخوں، تعریفوں وغیرہ کو تکرار کر کے اور بار بار لکھ لکھ کر یاد رکھنے کی کوشش کریں-4- اسکول یا کالج میں باقاعدگی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اساتذہ کے لیکچرز اٹینڈ کرنے کی کوشش کریں کیونکہ لیکچرا ر یا استاد امتحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے لیکچرز تیار کرتے ہیں-ان لیکچرز کے نوٹس لینے کے بعد انفرادی مطالعہ کرتے ہوئے کافی سہولت حاصل ہو جاتی ہے۔ ایک دن میں کتنے گھنٹے پڑھنا چاہیئے؟یہ سوال یقیناً ہر طالب علم کے ذہن میں ہوگا۔ مطالعہ کے دوران تھکاوٹ ایک یقینی اور فطری چیز ہے اور اسے کسی صورت نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم دن کے چوبیس گھنٹے مطالعہ کرتے رہیں۔ عموماً امتحان کے نزدیک طالب علم رات رات بھر پڑھائی کرنا چاہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ امتحان کے دوران تھکن محسوس کرتے ہیں اور اچھی کارکردگی نہیں دکھا پاتے۔ اچھا طالب علم وہ ہوتا ہے جو روزانہ مطالعہ کرتا ہے اور صرف اتنا پڑھتا ہے جتنا وہ جذب کر سکے۔ آپ جب بھی مطالعہ کریں صرف اس وقت تک پڑھیں جب تک آپ اکتاہٹ یا تھکاوٹ محسوس نہ کرنے لگیں۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ آپ کوئی پیرگراف پڑھ رہے ہیں اور بار بار پڑھنے کے باوجود آپ کو وہ پیراگراف نہ سمجھ آرہا ہو اور نہ ذہن نشین ہورہا ہو۔ جب بھی ایسا محسوس ہو، مطالعہ فوراً ترک کر دیں کیونکہ مزید مطالعہ محض وقت کا ضیاع ہوگا جس سے آپ کچھ سیکھ نہیں پائیں گے-زیادہ تر طلباء کیلئے ایک دن میں زیادہ سے زیادہ پانچ گھنٹہ مطالعہ کافی ہوتا ہے لیکن یہ ضروری بھی نہیں ہے-اگر اس میں موڈ یا تھکاوٹ کی وجہ سے کمی بیشی ہوتی ہے تو پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

تدریسی اصولوں پر عمل پیرائی کے ذریعے اساتذہ مقاصد تعلیم کی جانب کامیاب پیش رفت کر سکتے ہیں۔ موثر تدریس اورتعلیمی مقاصد کے حصول میں تدریسی اصول نمایا ں کردار ادا کرتے ہیں-تدریسی اصولوں سے اساتذہ کیوں، کب اور کیسے پڑھانے کا فن سیکھتے ہیں۔ تدریسیاصولوں کا علم اساتذہ کو تدریسی لائحہ عمل کی ترتیب اور منظم منصوبہ بندی کا عادی بناتا ہے-کیوں، کب ، اورکیسے پڑھانے کااصو ل اساتذہ کی مسلسل رہنمائی کے علاوہ تدریسی باریکیوں کی جانکاری بھی فراہم کرتا ہے - تدریسی اصولو ں پر عمل کرتے ہوئے

Downloaded From Tajassus.com

اساتذہ موثر اور عملی تدریس کو ممکن بناسکتے ہیں-تدریسی اصول بامقصد تدریس،نئے تعلیمی رجحانات ، تجزیہ و تنقید، مطالعہ و مشاہدہ ،شعور اور دلچسپی کو فروغ دیتے ہیں- تدریسی اصولوں پر قائم تعلیمی نظام نتیجہ خیز اور ثمر آورثابت ہوتا ہے-تدریسی اصولوں پرکاربند استا د معلم سے زیادہ، ایک رہنما اور رہبرکے فرائض انجام دیتاہے- جدید تعلیمینظریات کی روشنی میں استاد ایک مدرس اور معلم ہی نہیں بلکہ ایک رہبر اور رہنما بھی ہوتا ہے- اسلامی تعلیمات سے عدم آگہی کی وجہ سے ہم اس نظریہ تعلیم کو جدیدیت سے تعبیر کر رہے ہیں جب کہ یہ ایک قدیم اسلامی تعلیمی نظریہ ہے جہا ں استاد کو معلومات کی منتقلی کے ایک وسیلے کی شکل میں نہیں بلکہ ایک مونس مشفق مربی رہنما اور رہبر کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے- تدریسی اصولوں سے باخبر استاد بنیادی تدریسی و نفسیاتی اصولوں کی یکجائی سے تعلیم و اکتساب کو طلبہ مرکوز بنادیتا ہے-ذیل میں اہمیت کے حامل چند نمایاں تدریسی اصولوں کو بیان کیا جارہاہے -

(1) ترغیب و محرکہ تدریسی اصولوں میں اساسی حیثیت کا حامل ہے-طلبہ میں تحریک و ترغیب پیدا کیئے بغیر موثر تدریس کو انجام نہیں دیا جاسکتا- طلبہ میں اکتسابی میلان ترغیب و تحریک کے مرہون منت جاگزیں ہوتاہے- حصول علم، پائیدار اکتساب اور علم سے کسب فیض حاصل کرنے کے لئے طلبہمیں دلچسپی اور تحریک پیدا کرنا بہت ضروری ہوتا ہے-فعال و ثمر آور اکتساب ترغیب و تحریک کے زیر اثر ہی ممکن ہے-تدریس میں ہر مقام پر طلبہ میں محرکہ کا مطالبہ کرتی ہے- بغیر محرکہ پیدا کیئے کامیاب اکتساب ممکن ہی نہیں ہے-اکتسابی دلچسپیوں کی برقراری کے لئے محرکہ بہت اہم ہے-محرکہ کی وجہ سے طلبہ میں اکتساب کی تمنا انگڑائی لیتی ہے-

(2)درس و تدریس استاد اور طالب علم پر مبنی ایک دوطرفہ عمل ہے-موثر تدریس اور کامیاب اکتساب کے لئے تعلیمی عمل میں استاد اور شاگرد دونوں کی سرگرم شرکت لازمی تصور کی جاتی ہے-تعلیمی سرگرمیوں کے بغیر تدریسی عمل بے کیف اور عدم دلچسپ بن جاتا ہے-طلبہ میں اکتسابی دلچسپی کی نمو ،فروغ اور برقراری میں تعلیمی سرگرمیاں بہت اہم ہوتی ہیں- کامیاب اکتساب اور موثر تدریس میں محرکہ کے بعد سب سے نمایاں مقام سرگرمیوں پر مبنی تدریس و اکتساب (Activity Based Teaching)کو حاصل ہے- سرگرمیوں پر مبنیتدریس طلبہ میں تعلیم سے دلچسپی ،شوق و ذوق پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے-سرگرمیوں کے زیر اثر طلبہ میں نصابی مہارتیں فروغ پانے لگتی ہیں-سرگرمیوں کے زیر اثر انجام پانے والی تدریس اور اکتساب موثر اور پائیدار واقع ہوتے ہیں-سرگرمیوں کے ذریعے طلبہ میں عملی اکتساب (Practical Learning)فروغ پاتی ہے-تدریسی اصولوں میں سرگرمیوں پر مبنی

Downloaded From Tajassus.com

تدریس کو بہت اہمیت حاصل ہے اسی لئے اساتذہ اپنی تدریس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے سرگرمیوں(activities)کو اپنی تدریس کا لازمی جزو بنا لیں۔
(3)دوران تدریس استاد جو حکمت عملی اختیار کرتا ہے اسے تدریسی حکمت عملی یا طریقہ تدریس کہتے ہیں۔تدریسی طریقہ کار معلومات کی منتقلی اورطلبہ میں علم سے محبت و دلچسپی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔تدریس دراصل معلومات کی منتقلی کا نام نہیں ہے بلکہ طلبہ میں ذوق و شوق کو پیدا کرنے کا نام ہے۔ طلبہ میں علم کا ذوق و شو ق اگر پیدا کردیا جائے تب اپنی منزلیں وہ خود تلاش کرلیتے ہیں۔ایک کامیاب استاد اپنے طریقہ تدریس سے طلبہ میں معلومات کی منتقلی سے زیادہ شوق و ذوق کی بیداری کو اہمیت دیتا ہے۔

ANS 02

ہمارے نظام تعلیم میں مضامین کو مخصوص شعبوں کے ذریعہ اس طرح منضبط اورمرتب کیا گیا ہے کہ ایک شعبے کے طلبہ دوسرے مضامین سے قطعی ناواقف رہتے ہیں ۔ اگرچہ علوم اب اتنے وسیع ہو چکے ہیں کہ تخصیص(سپیشلائزیشن) لازمی ہو گئی ہے۔ تاہم آرٹس کے طلبہ کو سائنس کی بنیادی باتوں اور سائنس کے طلبہ کو معاشرتی علوم کی بنیادی باتوں کا ضرور علم ہونا چاہئے تاکہ ذہنوں میں ضروری وسعت پیدا ہو اور طلبہ اپنے مخصوص مضامین میں گم ہو کر نہ رہ جائیں اور زندگی کے دوسرے شعبوں کے بارے میں قطعی بے علم رہ جانے کی وجہ سے محدود نقطہ نظر اور حقیقت سے عاری ذہنیت پیدا نہ کر لیں۔ علاوہ ازیں اس بات کی شدت سے کمی محسوس کی جا رہی ہے کہ سکول ، کالج، یونیورسٹی اور دینی مدارس کے نصاب تعلیم میں انقلابی تبدیلی کی جائے کیونکہ جو طلباء سکول، کالج، یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کا نصاب ایسا ہو کہ انہیں دین اسلام کے عقائد و نظریات کے بارے میں جاننے کا موقع ملے نیز انہیں عملی زندگی اسلام کے مسلمہ اصولوں کے مطابق بسر کرنے کی تربیت دی جائے۔ بالکل اسی طرح جو طلباء دینی مدارس سے تحصیل علم کرتے ہیں انہیں ضروری ہے کہ جدید علوم مثلاً سائنس ، ریاضی، کمپیوٹر، مطالعہ پاکستان وغیرہ سے آگاہ کیا جائے۔ لہٰذا ملک و قوم کے وسیع تر مفاد کیلئے ضروری ہے کہ دینی مدارس اور سکول و کالج اور یونیورسٹی کے نظام تعلیم اور نصاب تعلیم میں وحدت قائم کی جائے۔
ہمارے موجودہ نصاب ہائے تعلیم میں نظری تعلیم پر بہت زور دیا جاتا ہے لیکن عملی تربیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہ کمپیوٹر کا دور ہے لہٰذا بڑھتی ہوئی فنی اور ٹیکنیکل ضروریات کا تقاضا یہ ہے کہ تعلیم کے ذریعہ محض کلرک پیدا نہ کئے جائیں بلکہ طلبہ کو مختلف شعبوں میں مہارت بہم پہنچا کر معاشی زندگی کے ہر شعبے کے لئے ماہر افراد پیدا کئے جائیں۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب پرائمری تعلیم کے بعد ثانوی تعلیم کا درجہ شروع ہوتے ہی طلبہ کو

Downloaded From Tajassus.com

مختلف ہنر بھی سکھائے جائیں تاکہ جو طلبہ ثانوی یا اعلیٰ ثانوی درجوں تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کر سکیں وہ کسی ہنر یا فن میں مہارت رکھتے ہوں اور باعزت طریقے سے اپنی روزی کمانے کے قابل ہوں۔ فنی تعلیم کے بغیر محض ڈگری لینے کے بعد روزگار کے مواقع میسر نہ آنے پر ہمارے نوجوان جرائم کی دنیا کی نذر ہو جاتے ہیں۔ یہ صورتحال موجودہ نظام تعلیم کے ناقص ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

ہماری تعلیمی پسماندگی کا ایک اہم سبب ذریعہ تعلیم و تدریس ہے۔ ابھی تک اعلیٰ درجوں کے طلبہ کو غیر ملکی زبان کے ذریعہ تعلیم دی جاتی ہے۔ پہلے یہ خرابی چھوٹے درجوں میں بھی تھی لیکن قوم کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اب ڈگری (بی اے، ایم اے) تک کی تعلیم میں اپنی قومی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کا اختیار دیا گیا ہے۔ تاہم ابھی فنی اور پیشہ وارانہ اداروں میں غیر ملکی زبان ہی ذریعہ تعلیم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ناکام طلبہ کی تین چوتھائی تعداد اسی مضمون(انگلش) میں فیل ہوتی ہے۔ اکثر طلباء انگریزی بطور لازمی مضمون کی وجہ سے تعلیم سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں یعنی ان طلبہ کی قوتیں غیر ملکی زبان کی مشکلات پر قابو پانے میں صرف ہو جاتی ہیں اور مختلف شعبوں میں تخلیقی ذہن کو ابھرنے کا موقع نہیں ملتا۔ اگر ہماری پوری تعلیمی سرگرمیاں اردو میں سرانجام پائیں تو طلبہ کا بہت سا وقت بچ سکتا ہے اور وہ مختلف مضامین میں گہری بصیرت حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں کیونکہ زبان محض ایک ذریعہ تعلیم ہی نہیں ہوتی بلکہ کسی قوم کے تہذیب و تمدن کا مظہر بھی ہوتی ہے۔ قومی زبان کو اپنانے سے پاکستانی طلبہ میں اپنی قومیت کا صحیح شعور اجاگر ہو گا اور انہیں ذہنی غلامی سے نجات ملے گی۔

ہمارے موجودہ نظام تعلیم میں امتحانات کاطریقہ بھی غلط ہے۔ ہمارے ہاں جو امتحانات ہوتے ہیں ان کے ذریعہ قوت یاداشت کا اندازہ تو ہو جاتا ہے لیکن کسی کی قابلیت اور ذہانت اور کسی مضمون میں اس کی بصیرت و مہارت کا صحیح اندازہ محض ان امتحانات سے نہیں لگایا جا سکتا۔ ان امتحانات میں وہ طالب علم بہت اچھا نتیجہ ظاہر کرے گا جس نے اتفاقاً ایک آدھ دن پہلے سارے نصاب میں صرف وہ سوال پڑھ لئے ہوں جو امتحان میں آ گئے ہوں لیکن ایسا طالب علم جس نے سارا نصاب تو پڑھا مگر اتفاقاً وہ سوال نہ پڑھ سکا جو پوچھے گئے تو وہ مشکل سے ہی کامیاب ہو سکے گا لہٰذا موجودہ طریق امتحان میں بھی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اس بارے میں مغربی ممالک کے نظام ہائے تعلیم کے اچھے پہلو اپنانے چاہئیں۔ اساتذہ کرام کا طریقہ تدریس معیار تعلیم کے عروج و زوال میں بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ ہمارے ہاں اساتذہ کے طریقہ ہائے تدریس میں خاصی اصلاح کی ضرورت ہے۔ بچوں کو خوف سے ڈرا دھمکا کر یا بعض مجبوریوں کی وجہ سے پڑھنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ کلاس روم میں استاد کی غیر حاضری

Downloaded From Tajassus.com

اور زبردستی بچے کو ٹیوشن پڑھنے کی رغبت سے علمی ماحول کا فقدان ہے۔ خلاصے' ٹیسٹ پیپرز کی وجہ سے ہمارے ہاں لائبریریوں کی اہمیت طلبہ کے ذہن نشین نہیں کرائی جاتی اور نہ لائبریریوں سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانے کے وسیع مواقع ہی انہیں مہیا کئے جاتے ہیں

ANS 03

زبانی امتحان کوا نگریزی میں انٹرویو کہتے ہیں یہ 100 نمبر کا بھی ہوتا ہے 200نمبر کا بھی ہوتا ہے تحریری امتحان میں 80 فیصد نمبر لینے والا زبانی امتحان میں 28 فیصد نمبر لے لیتا ہے اس کے مقابلے میں جس امید وار نے تحریری امتحان میں 62 فیصد نمبر لیا اس کو زبانی امتحان میں 90 فیصد نمبر دیئے جاتے ہیں چار ماہ چھ ماہ بعد پتہ چلتا ہے کہ انٹرویو میں فیل ہونے والا غریب والدین کا بیٹا تھا اور 90فیصد نمبر لینے والا بڑے سرمایہ دار ٹھیکہ دار ،بزنس مین یا جاگیر دار کا بیٹا تھا گویا زبانی امتحان ایک چھلنی ہے جس کے ذریعے غریب کا راستہ روک لیا جاتا ہے مینجمنٹ سائنسز کے ایک سکالر گذشتہ 5 سالوں کی زبانی امتحانات پر کیس سٹڈیز کا دلچسپ سلسلہ شروع کیا ہے ان کیس سٹڈیز کو ہیومن ریورس یعنی افرادی قوت کا شعبے میں کورس کی کتاب کے طور پر پڑھایا جائے گا چند مثالیں بڑی دلچسپ ہیں مثلاً 2015 میں پی ایم ایس کے امتحان کا نتیجہ آیا تو معلوم ہوا کہ چار اضلاع کے اُمیدوار کامیاب ہوئے ،میرٹ پر بھی ان اضلاع سے لوگ آئے ،زونل کوٹہ بھی انہی اضلاع کو ملا باقی 21 اضلاع سے کوئی امیدوار کامیاب نہیں ہوا تحقیق سے پتہ چلا کہ انٹرویو پینل میں انہی چار اضلاع کے بزرگ ترین حکام بیٹھے تھے ''اندھا بانٹے ریوڑ ھیاں ہیر پھیر اپنے کو پے ''سکالر نے 10 امیدوار وں کا ریکارڈ کھنگالا ہے ان امیدواروں نے یونیورسٹی سلیکشن بورڈ کا مشکل مرحلہ آسانی سے طے کیا گریڈ 18 میں بھرتی ہوئے لیکن پی ایم ایس کے زبانی امتحان میں ان کو 200 میں 56یا 48 نمبر دیکر فیل کیا گیا ان کی شخصیت کا جائزہ نہیں لیا گیا ان کی کسی بھی مہارت کا امتحان نہیں لیا گیا روانی سے انگریزی بولنا ان کے کسی کام نہیں آیا انٹر پرسنل سکل کا ان کو فائدہ نہیں ہوا کمیونی کیشن سکل نہیں دیکھا گیا باپ کا نام اور ڈومیسائل دیکھ کر ان کو مسترد کیا گیاچار ایسے اُمیدوار وں کا جائزہ لیاگیا ہے جنہوں نے جی آر ای میں 300سے اوپر سکور کیا فل برائٹ سکا لر شپ ان کو ملا امریکہ کی بہترین یو نیورسٹی میں ان کو داخلہ مل گیا کمیشن کا تحریری امتخان ان نوجوانوں نے 85فیصد سے ذیادہ نمبروں سے پاس کیا لیکن انٹرویو میں ان کو 200میں سے 38یا 42نمبر دیدے گئے اس طرح پاکستان اور خیبر پختونخوا کے بڑے ادارے پرسے ان کا اعتماد اُٹھ گیا و ہ صوبے کے اندر اپنے مستقبل سے مایوس ہو گئے ظاہر ہے 26یا 28سال کا نوجوان اپنے باپ کا نام یا اپنا ڈومیسائل تبدیل نہیں کر سکتا وہ سوچتا ہے کہ غریب ماں باپ کی اولاد ہونا اور قوت خرید نہ رکھنا خیبر پختونخوا میں

Downloaded From Tajassus.com

کتنا بڑا جرم سمجھا جا تا ہے سکا لر نے تحصیلدار وں ،پولیس سب انسپکٹر وں ، سب انجینئروں ،نرسوں اور ڈاکٹروں کے زبانی امتحانات کا جائزہ لیا ہے سکالر نے لکھا ہے کہ انٹرویو پینل پر وحشت طاری رہتی ہے کاروباری پریشر ہو تاہے اس لئے ہر اُمید وار کی تصویر ان کو الٹی نظر آتی ہے شاعر کہتا ہے -

Downloaded From Tajassus.com

ایم بی بی ایس میں کوئی سبلی نہیں دی اور 6ڈاکٹروں نے ایف سی پی ایس پارٹ ون کا امتحان 80فیصد نمبروں سے پاس کیا کمیشن کے انٹرویو میں ان کو 42 نمبر ملے جن اُمید واروں نے تین تین سپلیمنٹری دیکر ایم بی بی ایس کیا تھا ان کو 70فیصد سے زیادہ نمبر دیکر پاس کیا گیا حالانکہ یہ اُمیدوار ایف سی پی ایس میں دوبارہ فیل ہوئے تھے کمیشن کے سامنے اکیڈمکس کا کوئی معیار نہیں ہے اس کے مقابلے میں محکمانہ سکروٹینی کے ذریعے ایڈہاک اور کنٹر یکٹ بنیادوں پر بھر تیوں کا طریقہ زیادہ شفاف،معقو ل اور میرٹ پر مبنی ہے اکیڈمکس کے نمبروں کو حساب کر کے قابل ترین اُمیدواروں کا چناؤ کیا جاتاہے زبانی امتحان کے بہانے سے ڈنڈی مارنے کا کوئی امکان نہیں زبانی امتحان یا انٹر ویو کا طریقہ انگریزوں نے اس بنیاد پر رائج کیا تھا کہ اُمید وار کی شخصیت کے مختلف پہلووں کا جائزہ لیکر موزوں ترین اُمید وار کے انتخاب میں اسانی پیدا کی جائے-اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں تھا کہ موزون ترین امیدوار کو مسترد کر کے بازار کے نرخوں کو دیکھ اپنی مرضی اوراپنے مفاد کا اُمیدوار لایا جائے آئی ایس ایس بی میں انٹرویو کا پرانا نظام اب تک رائج ہے فیڈرل پبلک سروس کمیشن میں زبانی امتحان کے گھپلوں کی شرح 5فیصد سے بھی کم ہے پنجاب ،سندھ اور بلوچستان میں میرٹ کا نظام موجود ہے NTSاورETEAمیں میرٹ پر عمل ہو تا ہے لیکن خیبر پختونخو ا پبلک سرو س کمیشن نے سسٹم کو ڈی ریل کر دیا ہے با خبر سماجی اورعلمی حلقوں نے انٹی کر پشن اور نیب کے ذریعے خیبر پختونخوا پبلک سروس کمیشن میں گذشتہ 5 سالوں کے دوران مختلف پوسٹوں کے لئے ہونے والے ٹیسٹ اور انٹرویو کی باقاعدہ تحقیقات اور کمیشن کے حکام کے اثاثوں کی چھان بین کا مطالبہ کیا ہے اگر سائنسی خطوط پر تحقیقات کی گئی تو کالی بھیڑوں کا پور اریوڑ منظر عام پر آجائے گا 28یا 30 سال کے تعلیم یا فتہ نوجوان کو اُس کے حق سے محروم کر کے کم ترقابلیت اور کم تر صلاحیت کے سفارشی اُمید وار کے لئے میدان ہموار کر نا نا قابل معافی جرم ہے اکیڈ مکس کو پس پُشت ڈال کر ٹیسٹ کے نمبروں سے صرف نظر کر کے زبانی امتحان کی بنیاد پر کسی کو ملازمت دینا سنگین جرم ہے پہلی دفعہ امتحان پاس کرنے والے پر تین یا چار سبلی دینے والوں کو اُس کے باپ کی دولت کی وجہ سے ترجیح دینا میرٹ کی سنگین خلاف ورزی ہے اور بد قسمتی سے ہمارے صوبے کا پبلک سرو س کمیشن ایسی بد عنوانیوں کا گڑھ بن چکا ہے اس گندکو صاف کرنے کے لئے عبداللہ کی طرح مثالی کردار کے چیئرمین کی ضرورت ہے -

ANS 04

1

Downloaded From Tajassus.com

نصاب میں یہ بتانے کی بجائے ہم کون ہیں، کی بجائے تاریخی حقائق میں ردوبدل کرکے ہمارے اپنی شناخت کے احساس کو تبدیل کرنے میں کردار ادا کیا گیا ہے، اور ان کتابوں میں سب سے بڑا دھوکہ ان واقعات کے بارے میں جو ابھی تک ہماری یادوں میں زندہ ہیں۔

ہیرالڈ نے اس معاملے پر ایسے مصنفین اور ماہرین کو دعوت دی جو تاریخ پر عبور رکھتے ہیں تاکہ وہ ان سوالات پر اپنے جوابات کو شیئر کرسکیں جن کے بارے میں مانا جاتا ہے کہ پاکستانی تاریخی نصابی کتب میں انہیں غلط طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔

پاکستانی تعلیمی کتب میں جو چیز سب سے بڑا جھوٹ سمجھا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان کے قیام کی واحد وجہ ہی ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان بنیادی اختلافات تھے، یہ تصور اس خیال پر مبنی ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں تہذیبی طور پر منقسم ہے، جو کہ بالکل بھی ٹھیک نہیں۔

مذہب پر زور دینے کی وجہ سے دیگر عناصر کو نظرانداز کردیا گیا جو کہ دونوں شناختوں کے درمیان فرق کو ظاہر کرتی ہیں، مثال کے طور پر جنوبی ہندوستان کے بیشتر مسلمان شمالی علاقوں کی مسلم برادری کے مقابلے میں ہندوؤں کے کافی قریب لگتے ہیں جس کی وجہ اس خطے کی خاص ثقافت اور زبانیں ہیں۔

اسی طرح ہندو اور مسلم ادوار کی تقسیم کے تاریخ میں ذکر کے حوالے سے اہم حقیقت یہ ہے کہ یہ برطانوی دور میں سامنے آیا، جس میں مسلم بادشاہتوں کو زیادہ نمایاں کیا گیا جو اقتدار کے لیے ایک دوسرے سے لڑتے رہتے تھے، یعنی بابر نے ابراہیم لوڈھی کو شکست دی اور دہلی سلطنت کا خاتمہ کرکے مغل عہد کا آغاز کیا۔

یہ نصابی کتب دیکھنے میں ایسی تصاویر لگتی ہیں جس مین دونوں مذہبی برادریوں نے ایک دوسرے سے نفرت کا اظہار کیا ہے، خاص طور پر اس کی مثال 1937 کے انتخابات کے بعد کانگریس حکومت کے قیام کی دی جاسکتی ہے۔

دیگر عناصر جو جنوبی ایشیاءکی تاریخ میں تاریخی طور پر مذہبی منافرت کا اظہار کا سبب بنے انہیں نظرانداز کیا جاتا ہے، درحقیقت رچرڈ ایٹن کی ایک مندروں کے بارے میں ایک تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ لگ بھگ ایسے تمام واقعات جن میں ہندو مندروں کو لوٹا گیا، وہ واقعات سیاسی یا اقتصادی وجوہات کی بناءپر پیش آئے۔

بیشتر واقعات کی وجہ یہ تھی کہ مسلم حکمران باغی ہندو حکام کو سزا دینا چاہتے تھے، ورنہ مغل عہد میں تو مندروں کو تحفظ فراہم کیا گیا، اس سے آگے بڑھ کر دیکھا جائے تو بین المذاہب تعاون کا مقصد سیاسی کنٹرول کو برقرار رکھنا تھا جس کی ایک مثال یونینسٹ پارٹی کی بھی دی جاسکتی ہے جو 1946 تک کسی نہ کسی شکل میں پنجاب میں حکمران رہی۔

Downloaded From Tajassus.com

پاکستان کے قیام کے بعد یہ تصور سامنے آیا کہ اس نئے ملک کی تشکیل ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان طویل اور بنیادی اختلافات کی بناءپر عمل میں آئی۔

2

اسکول یا کالج میں باقاعدگی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اساتذہ کے لیکچرز اٹینڈ کرنے کی کوشش کریں کیونکہ لیکچرا ر یا استاد امتحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے لیکچرز تیار کرتے ہیں۔ان لیکچرز کے نوٹس لینے کے بعد انفرادی مطالعہ کرتے ہوئے کافی سہولت حاصل ہو جاتی ہے۔ ایک دن میں کتنے گھنٹے پڑھنا چاہیئے؟یہ سوال یقیناً ہر طالب علم کے ذہن میں ہوگا۔ مطالعہ کے دوران تھکاوٹ ایک یقینی اور فطری چیز ہے اور اسے کسی صورت نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم دن کے چوبیس گھنٹے مطالعہ کرتے رہیں۔ عموماً امتحان کے نزدیک طالب علم رات رات بھر پڑھائی کرنا چاہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ امتحان کے دوران تھکن محسوس کرتے ہیں اور اچھی کارکردگی نہیں دکھا پاتے۔ اچھا طالب علم وہ ہوتا ہے جو روزانہ مطالعہ کرتا ہے اور صرف اتنا پڑھتا ہے جتنا وہ جذب کر سکے۔ آپ جب بھی مطالعہ کریں صرف اس وقت تک پڑھیں جب تک آپ اکتاہٹ یا تھکاوٹ محسوس نہ کرنے لگیں۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ آپ کوئی پیرگراف پڑھ رہے ہیں اور بار بار پڑھنے کے باوجود آپ کو وہ پیراگراف نہ سمجھ آرہا ہو اور نہ ذہن نشین ہورہا ہو۔ جب بھی ایسا محسوس ہو، مطالعہ فوراً ترک کر دیں کیونکہ مزید مطالعہ محض وقت کا ضیاع ہوگا جس سے آپ کچھ سیکھ نہیں پائیں گے۔زیادہ تر طلباء کیلئے ایک دن میں زیادہ سے زیادہ پانچ گھنٹہ مطالعہ کافی ہوتا ہے لیکن یہ ضروری بھی نہیں ہے۔اگر اس میں موڈ یا تھکاوٹ کی وجہ سے کمی بیشی ہوتی ہے تو پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

تدریسی اصولوں پر عمل پیرائی کے ذریعے اساتذہ مقاصد تعلیم کی جانب کامیاب پیش رفت کر سکتے ہیں۔ موثر تدریس اورتعلیمی مقاصد کے حصول میں تدریسی اصول نمایا ں کردار ادا کرتے ہیں۔تدریسی اصولوں سے اساتذہ کیوں، کب اور کیسے پڑھانے کا فن سیکھتے ہیں۔ تدریسیاصولوں کا علم اساتذہ کو تدریسی لائحہ عمل کی ترتیب اور منظم منصوبہ بندی کا عادی بناتا ہے۔کیوں، کب ، اورکیسے پڑھا نے کااصو ل اساتذہ کی مسلسل رہنمائی کے علاوہ تدریسی باریکیوں کی جانکاری بھی فراہم کرتا ہے ۔ تدریسی اصولو ں پر عمل کرتے ہوئے اساتذہ موثر اور عملی تدریس کو ممکن بناسکتے ہیں۔تدریسی اصول بامقصد تدریس،نئے تعلیمی رجحانات ، تجزیہ و تنقید، مطالعہ و مشاہدہ ،شعور اور دلچسپی کو فروغ دیتے ہیں۔ تدریسی اصولوں پر قائم تعلیمی نظام نتیجہ خیز اور ثمر آورثابت ہوتا ہے۔تدریسی اصولوں پرکاربند استا د معلم سے زیادہ، ایک رہنما اور رہبرکے فرائض انجام دیتاہے۔ جدید تعلیمینظریات

Downloaded From Tajassus.com

کی روشنی میں استاد ایک مدرس اور معلم ہی نہیں بلکہ ایک رہبر اور رہنما بھی ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات سے عدم آگہی کی وجہ سے ہم اس نظریہ تعلیم کو جدیدیت سے تعبیر کر رہے ہیں جب کہ یہ ایک قدیم اسلامی تعلیمی نظریہ ہے جہا ں استاد کو معلومات کی منتقلی کے ایک وسیلے کی شکل میں نہیں بلکہ ایک مونس مشفق مربی رہنما اور رہبر کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ تدریسی اصولوں سے باخبر استاد بنیادی تدریسی و نفسیاتی اصولوں کی یکجائی سے تعلیم و اکتساب کو طلبہ مرکوز بنادیتا ہے۔ذیل میں اہمیت کے حامل چند نمایاں تدریسی اصولوں کو بیان کیا جارہاہے ۔

ANS 05

ہر شعبہء زندگی میں افراد کار کی روز افزوں ضرورت کو پورا کرنے کے لیے بنیادی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری معلم یا مدرّس پرعائد ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بچے کا پہلا مدرسہ ماں کی گود ہوتی ہے جہاں وہ مختلف اشیا اور کے ناموں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا سیکھتا ہے۔ لیکن بعد کی زندگی میں اسے ان لوگوں کی ضرورت پڑتی ہے جو تعلیم و تربیت کے مختلف مراحل سے گزار کر اسے عملی زندگی میں قدم رکھنا سکھاتے ہیں۔ تمام والدین کے پاس اتنا وقت اور صلاحیتیں نہیں ہوتیں کہ وہ تیز رفتار ترقی کی دوڑ میں بچوں کو شامل کرنے کے قابل بنا سکیں۔ لہٰذا انھیں اساتذہ کی خدمات درکار ہوتی ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ تدریس کے مراحل میں اضافہ اور طریقہء کار میں مسلسل تبدیلی واقع ہوتی جارہی ہے چناں چہ شعبہء تدریس میں داخل ہونے والوں، یعنی اساتذہ کی اپنی تیاری کا کام بھی سائنسی انداز اختیار کرتا جارہا ہے اور جب یہ اساتذہ اپنے تربیتی مراکز سے فارغ التحصیل ہوتے ہیں تو مختلف عمروں کے بچوں اور بڑوں کی تعلیم و تربیت کے فن سے پوری طرح آگاہ ہوتے ہیں۔ تدریسی شعبے سے وابستہ افراد اس قدر زیادہ اور متنوع سطحوں پر فرائض انجام دیتے ہیں کہ ان سب کا احاطہ کرنا یہاں دشوار ہے لہٰذا ہم اس مضمون میں صرف ابتدائی و ثانوی اسکول ، کالج اور یونی ورسٹی میں تدریسی فرائض انجام دینے والے اساتذہ کے بارے میں گفتگو کریں گے۔

ذاتی خصوصیات

ہر پیشے کی طرح تدریس میں آنے والے افراد کو بھی بعض خصوصی صفات کا حامل ہونا چاہیے۔ پیشہء تدریس میں داخل ہونے والے کو سب سے پہلے اپنی جسمانی و ذہنی سطح کے بارے میں مکمل اطمینان کرلینا چاہیے کہ وہ اوسط سطح سے بلند ہے۔ افراد، اشیا اور اصول و قوانین کے صحیح ادراک کی صلاحیت سے عاری افراد تدریس میں زیادہ کامیاب ثابت نہیں ہوسکتے۔ انسانوں سے محبت اور میل جول، صبر و تحمل اور فنِ گفتگو پر عبور، کسی بھی شخص کو اچھا مدرس بنانے کے لیے ضروری ہے۔ استاد کے لیے لازم ہے کہ اس میں ایثار و

Downloaded From Tajassus.com

قربـــــــــــــانی کـــــــــــــا جـــــــــــــذبہ بھی بیـــــــــــــدار ہو۔
اساتذہ کا زیادہ تر واسطہ اور رابطہ عموماً بچوں اور نوجوانوں سے ہوتا ہے اس لیے ان کا حاضر دماغ و حاضر جواب، خوش لباس، خوش اخلاق اور بعض صورتوں میں پر مزاح ہونا زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے۔ لطائف و واقعات اور کہانی قصوں کا موقع محل کی مناسبت سے استعمال مدرّس کے کام کو آسان بنا دیتا ہے، اور ان سب سے بڑھ کر علم کی مسلسل جستجو، ان تھک محنت کی عادت اور اپنے کام سے والہانہ لگاؤ ہی کسی مدرّس کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ ان میں سے جس قدر زیادہ صلاحیتیں کسی شخص میں موجود ہوں گی، وہ اتنا ہی کامیاب استاد ہوگا۔ تدریس سے وابستہ لوگوں کو اپنے شاگردوں پر مسلسل توجہ، ان کی ہر وقت نگہ داشت اور جذبہء ایثار کے ساتھ نرم و شائستہ انداز میں رہنمائی کرنا ہوتی ہے۔ اس لیے یہ شعبہ مردوں کے مقابلے میں خواتین کے لیے زیادہ موزوں ہے۔ بالخصوص ابتدائی(پرائمری) سطح کی تعلیم کا اگر پورا نظامِ صحت مند، ذہین اور محنتی خواتین کے حوالے کردیا جائے تو زیادہ مثبت نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔

حالاتِ کار

تدریس کوئی جز وقتی پیشہ نہیں بلکہ اساتذہ کو اپنے طلبہ کی فلاح و بہبود کے لیے ہمہ وقتی ذہنی اور جسمانی محنت و مشق کے لیے تیار رہنا ہوتا ہے۔ کمرۂ جماعت میں انھیں جو سبق پڑھانا ہو، اس کے لیے ایک روز پہلے سبق کے تمام مراحل کی منصوبہ بندی کرنا پڑتی ہے۔ پھر کلاس کے ہر بچے کی خوبیوں اور خامیوں کو مدِنظر رکھ کر اسی مناسبت سے ان پر توجہ دینا ضروری ہے۔ سبق کے اختتام پر عمومی جائزہ لے کر نتائج کا اندازہ کیا جاتا ہے اور آخر میں ہوم ورک تفویض کرکے کمرۂ اساتذہ میں گزشتہ روز کے ہوم ورک کی جانچ کی جاتی ہے۔ غبی اور کم زور طالب علموں کو جماعت کے ساتھ لے کر چلنے کے طریقے سوچے جاتے ہیں۔
تدریس کا عمل خوش گوار ماحول کا متقاضی ہوتا ہے۔ اس پیشے سے وابستہ افراد مختلف اور متنوع سرگرمیوں کے باعث یکسانیت اور بوریت سے محفوظ رہتے ہیں۔ کلاس روم میں سبق دینے میں اگر کوئی تکان محسوس بھی ہو تو وہ دیگر غیر نصابی سرگرمیوں میں دورہوجاتی ہیں۔ مصوری، مضمون نویسی اور تقاریر کے مقابلے، مباحثے، بیت بازی ادبی پروگرام، سالانہ جلسے اور کھیلوں کے مقابلے وغیرہ اساتذہ کو ہر وقت چاق چوبند ، مستعد اور خوش مزاج و بذلہ سنج رکھتے ہیں۔ دیگر اساتذہ، طلبہ اور ان کے والدین کی کثیر تعداد کے ساتھ ہمہ وقت رابطے کے باعث ہر استاد کی علمی قابلیت، معلومات اور تعلقات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، بھرپور سماجی زندگی پسند کرنے والوں کے لیے تدریس کا پیشہ نہایت مناسب ہے۔ دیہات اور چھوٹے شہروں میں مالی مفادات سے زیادہ انھیں معاشرے میں عزت و شہرت حاصل ہوتی ہے

Downloaded From Tajassus.com

اور زندگی کے تمام شعبوں میں شاگردوں کی موجودگی ان کے چھوٹے بڑے تمام مسائل کو آسانی سے حل کرنے کا سبب بنتی ہے۔ علاوہ ازیں سال میں دو مرتبہ موسمِ گرما اور موسمِ سرما کی تعطیلات اساتذہ کو تازہ دم کردینے کا سبب بنتی ہیں۔

تنخواہیں

سرکاری تعلیمی اداروں میں اساتذہ کو جوتنخواہیں دی جاتی ہیں وہ ان کی اپنی تعلیمی قابلیت اور اوقاتِ کار کے لحاظ سے دوسرے شعبوں سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہیں۔ دی ہوئی جدول سے مختلف سطح پر کام کرنے والے اساتذہ کی تنخواہوں کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ تنخواہیں سرکاری اسکولوں میں کام کرنے والے اساتذہ کی ہیں، نجی اسکولوں کے اساتذہ کی تنخواہیں ان سے کم یا زیادہ ہوسکتی ہیں۔ پرائمری اسکول میں میٹرک اور پی ٹی سی (پرائمری ٹیچنگ سرٹیفکیٹ) قابلیت کے اساتذہ گریڈ 7 میں ملازم رکھے جاتے ہیں۔ مڈل اسکول میں انٹر میڈیٹ کے ساتھ سی ٹی (سرٹیفکیٹ آف ٹیچنگ) کی قابلیت اور اساتذہ کابہ طور جے ایس ٹی (جونیئر اسکول ٹیچر) گریڈ 9 میں تقرر کیا جاتا ہے۔ سیکنڈری اسکول میں گریجویشن کے ساتھ بی ایڈ (بیچلر آف ایجوکیشن) کی سند کے حامل اساتذہ گریڈ 15 میں بہ طور ایچ ایس ٹی (ہائی اسکول ٹیچر) کے طور پر تعینات کیے جاتے ہیں۔ ہیڈ ماسٹر اور سبجیکٹ اسپیشلسٹ اساتذہ کمپری ہینسو اسکولوں میں گریڈ 17 میں مقرر ہوتے ہیں۔ انھیں تنخواہ اور عام الاؤنس کے علاوہ اضافی الاؤنس بھی ملتا ہے۔

علوم شرقیہ، ڈرائنگ ٹیچر اور فزیکل ٹریننگ انسٹرکٹر کے طور پر جو اساتذہ مقرر کیے جاتے ہیں ان کی تنخواہیں، تعلیمی و تربیتی قابلیت کے مطابق، جے ایس ٹی کے برابر گریڈ 9 اور ایچ ایس ٹی کے مساوی گریڈ 15 کے مطابق ہوتی ہیں۔

نصاب

اساتذہ کی تربیت کے لیے نصاب کی عمومی مدت ایک سال ہوتی ہے۔ پرائمری اسکول میں استاد بننے کے خواہش مند نوجوانوں کو میٹرک کے بعد پی ٹی سی میں داخلہ لینا ہوتا ہے اسی طرح جے ایس ٹی کے انٹرمیڈیٹ کے بعد ،سی ٹی اور ایچ ایس ٹی کے لیے گریجویشن کے بعد بی ایڈ میں داخلہ لے کر نصاب مکمل کرنے اورامتحان پاس کرنے کی شرط ہے۔ ان میں سے ہر تربیتی کورس کا دورانیہ ایک، ایک سال ہے۔ اس عرصے میں انھیں لازمی مضامین کے علاوہ دو تدریسی مضامین کا امتحان دینا پڑتا ہے۔ ہر تدریسی مضمون کے 20 اسباق کی باقاعدہ منصوبہ بندی اور تمام تدریسی مراحل کا رجسٹریشن میں اندراج کرنے کے بعد کسی اسکول کے کلاس روم میں جاکر باقاعدہ پڑھانا ہوتا ہے۔ سال کے اختتام پر دونوں تدریسی مضامین کا عملی امتحان ہوتا ہے۔ یعنی ممتحن کی موجودگی میں مقررہ کلاس کو پڑھایا جاتا ہے۔ اس

Downloaded From Tajasus.com

دوران ممتحن سبق کی تیاری کے مراحل کے علاوہ استاد کی شخصیت، خوش خطی، لباس، آواز ، پڑھانے کا انداز، کلاس میں نظم و ضبط، اور طلبہ پر سبق کے اثرات و نتائج کا جائزہ لے کر نمبر دیتا ہے۔

پی ٹی سی ، سی ٹی اور بی ایڈ کے لیے کم و بیش مندرجہ ذیل مضامین لازمی ہیں: اسلامیات، فلسفہ ء تعلیم، نفسیات اورنظم و نسق مدرسہ۔ ان کے علاوہ مضامین کی ایک طویل فہرست میں سے کوئی دو تدریسی مضامین منتخب کرنا ہوتے ہیں مثلاً اردو اور معاشرتی علوم یا ریاضی اور انگریزی اور معاشرتی علومِ یا اردو اور تاریخ وغیرہ۔

علوم شرقیہ میں مولوی عالم کا امتحان پاس کرنے والے استاد پرائمری اسکول میں، مولوی عالم کے ساتھ میٹرک کا امتحان پاس کرنے یا درسِ نظامی سے فارغ ہونے والے استاد مڈل اسکول میں (جے ایس ٹی) اور وفاق المدارس سے الشہادۃ الفضیلہ کی سند کے حامل استاد کا تقرر ایچ ایس ٹی کی اسامی پر کیا جاسکتا ہے۔

کسی بھی مضمون میں عام طور پر سیکنڈڈویژن سے ایم اے کرنے والے شخص کو کالج یا یونی ورسٹی میں لیکچرار بننے کے مواقع حاصل ہوتے ہیں یہ گریڈ 17 کی گزٹیڈ پوسٹ ہوتی ہے۔

بی ایڈکے بعد ایم ایڈ کا امتحان کامیاب کرنے پر بھی کالج (بالخصوص ٹیچرز ٹریننگ کالج) میں لیکچرار بننے کا موقع مل سکتا ہے۔ ایم ایڈ کے نصاب میں مندرجہ ذیل لازمی مضامین شامل ہیں:

1- تعلیم کی اسلامی بنیادیں
2- نصاب کی تدوین ، منصوبہ بندی اور فروغ
3- تعلیمی نفسیات
4- جائزہ و رہنمائی
5- تعلیمی تحقیق اور شماریات
6- مقالہ یا مضمون نویسی

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل چھ گروپس میں سے کسی ایک گروپ کے پانچ پرچوں کا امتحان ہوتا ہے۔

1- تعلیمی نظم و نسق 2- نصاب کی منصوبہ بندی 3- جائزہ و رہنمائی 4- تدریسِ اساتذہ 5- تعلیم کا تاریخی ارتقا 6- تعلیمی نفسیات

لوئرسیکنڈری اسکولوں میں متعین ڈرائنگ ٹیچرز کو جے ایس ٹی بننے کے لیے انٹر گریڈ ڈرائنگ

Downloaded From Tajassus.com

کا نصاب مکمل کرنا پڑتا ہے جب کہ سیکنڈری اسکول کے لیے انٹر گریڈ ڈرائنگ کے علاوہ ڈی ٹی سی، اے ٹی سی یا ایم ڈی کا امتحان پاس کرنا ضروری ہے۔

Downloaded From Tajassus.com